فضائل صدیق اکبرؓ
(قرآن و سنت کی روشنی میں)

ڈاکٹر عبدالرحیم اشرف بلوچ ☆

زیر نظر مقالہ میں صرف وہ آیات بینات اور احادیث طیبات جمع کی گئی ہیں جو جمہور مفسرین و محدثین کی رائے کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ سے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے ہم نے تفسیری مباحث کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔

فضائل صدیق اکبرؓ
(قرآن کی روشنی میں)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

والذی جاء بالصدق و صدق بہ اولئک ھم المتقون (۱)

ترجمہ : اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی، وہی لوگ متقی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "جاء بالصدق" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور "صدق بہ" سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (۲)

اس آیت کریمہ سے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے اسبق الی الاسلام ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے، تاکہ امت پر اتمام حجت قائم ہو جائے۔ پہلے انبیاء کی تصدیق کرنے والے انبیاء ہی ہوتے تھے مگر خاتم النبین کی تصدیق کا شرف اور سعادت حضرت ابوبکر الصدیق کو عطا ہوا، جیسا کہ واقعہ معراج کے سلسلہ میں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ میں اپنی قوم کے سامنے

☆ ریسرچ ایسوسی ایٹ، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

جب یہ واقعہ بیان کروں گا تو وہ اسے کیونکر تسلیم کریں گے؟ اس پر جبریل علیہ السلام نے کہا: ابوبکر اس کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔ (۳)

حضرت صدیق اکبر نے آپ کی رسالت و نبوت کی تصدیق ہی نہیں کی بلکہ اپنا سب کچھ آپ کے پیغام رشد و ہدایت کو عام کرنے کے سلسلہ میں لٹانے کے ساتھ ساتھ پرہیزگاری اور تقوی کو جس طرح اپنا شعار بنا لیا تھا' اس کا ذکر اللہ تعالی یوں فرما رہے ہیں:

فاما من اعطی و اتقی و صدق بالحسنی ۔ فسنیسره للیسری (۴)

ترجمہ: سو جس نے اللہ کی راہ میں مال دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم اس کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے۔

حضرت صدیق اکبر تقوی اور پرہیزگاری کے اس مقام پر فائز ہوئے کہ اسی سورت کی اگلی آیات میں آپ کو "اتقی" کا خطاب عطا ہوا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وسیجنبها الاتقی ۔ الذی یوتی ماله یتزکی۔ وما لاحد عنده من نعمة تجزی ۔ الا ابتغاء وجه ربه الاعلی ۔ ولسوف یرضی۔ (۵)

ترجمہ: اور جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے وہ اس سے بچا لیا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے تاکہ پاک ہو ۔ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں کہ جس کا وہ بدلہ اتارتا ہو بلکہ اپنے خداوند اعلی کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے دیتا ہے اور عنقریب وہ خوش ہو جائے گا۔

تمام مفسرین اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ اللیل کی یہ آیات حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی تھیں۔ ان آیات میں آپ کے اخلاص کی تصدیق خود اللہ جل مجدہ نے کی کہ آپ جو کچھ خرچ کرتے ہیں وہ صرف اور صرف اپنے رب کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں' نیز انہیں راضی اور خوش ہونے کی خوشخبری بھی دی گئی ہے۔ ایسی خوش خبری جو قرآن کریم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ الضحی میں " ولسوف یعطیک ربک فترضی" کے ذریعے دی گئی ہے' آپ کے بعد حضرت ابوبکر الصدیق کے سوا کسی اور کو نہیں دی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیق اکبر نے اسلام کی اشاعت کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں ان کا پوری امت میں سے کوئی ایک شخص بھی مقابلہ کرنے کا دعوی نہیں کر سکتا۔

خود قرآن کریم آپ کی ان خدمات کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے مقام و مرتبہ کا ان الفاظ میں اعتراف کرتا ہے:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قتل' اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قتلوا۔ وکلا وعداللہ الحسنی' واللہ بما تعملون خبیر (۶)

ترجمہ: جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور بعد میں خرچ اور قتال کرنے والے) برابر نہیں۔ ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں (اپنا مال) خرچ کیا اور (کفار سے) قتال کیا۔ خدا نے سب سے اچھائی کا وعدہ کیا ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا اور ابوبکر الصدیق بھی موجود تھے جنہوں نے ایک پھٹی پرانی کملی اوڑھ رکھی تھی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت ابوبکر کی اس حالت کی وجہ آپ سے پوچھی تو آپ نے فرمایا: اے جبریل انہوں نے اپنا مال مجھ پر فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کر دیا تھا۔ (۷)

حضرت صدیق اکبر قبل از اسلام کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے اور آپ کا شمار مکہ کے نہایت ہی مالدار افراد میں ہوتا تھا۔ آپ کے صاحب ثروت ہونے کا ذکر خود قرآن میں بھی آیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعة ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمھاجرین فی سبیل اللہ' ولیعفوا ولیصفحوا' الاتحبون ان یغفر اللہ لکم' واللہ غفور رحیم۔ (۸)

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں سے صاحب فضل اور صاحب وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں پر خرچ نہیں کریں گے۔ انہیں چاہئے کہ وہ معاف کر دیں اور درگزر سے کام لیں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے۔ اور اللہ تو بخشنے والا

مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبر اپنے قرابت داروں اور مساکین و مہاجرین پر اپنا مال لٹاتے رہتے تھے۔ جیسا کہ احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ آپ مسلمان غلاموں کو جن میں سیدنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسی جلیل القدر ہستی شامل ہیں' خرید کر آزاد کرتے رہتے تھے۔ تبھی تو اپنے روش سے ہٹ کر ضرورت مندوں پر خرچ کرنے سے باز آنے کی قسم کھانے پر آپ کو عفو و درگذر سے کام لینے کی تلقین اس قدر خوبصورت اور پیارے انداز میں کی جا رہی ہے۔ اور یہ بعینہ وہی انداز ہے جو سورۃ الضحیٰ میں خود نبی کریم کے لئے اللہ رب العزت نے اپنایا اور فرمایا ہے:

فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلاتنھر [۹]

ترجمہ: آپ یتیم پر کوئی زیادتی نہ کیجئے اور مانگنے والے کو جھڑکیئے نہیں:

اللہ تعالیٰ کو صدیق اکبر سے پیار کیوں نہ ہو کہ خود اسی نے تو آپ کو اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت و رفاقت کے لئے منتخب کیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا' ثانی اثنین' اذھما فی الغار' اذ یقول لصاحبہ لا تحزن' ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا۔ [۱۰]

ترجمہ: اگر تم پیغمبر کی مدد نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب آپ کو کافروں نے وطن سے نکال دیا تھا' دو آدمیوں میں ایک آپ تھے۔ جب یہ دونوں غار میں تھے اور آپ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے: غم نہ کرو خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر تسکین نازل فرمائی اور آپ کی ایسے لشکروں سے مدد فرمائی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔

اس آیت کریمہ کی عجب شان ہے۔ اس کے معانی و مفاہیم اور الفاظ کی فصاحت و بلاغت پر جتنا غور کیا جائے اعجاز قرآنی کی گہرائیاں انسان کو دم بخود کر دیتی ہیں۔ سب سے پہلے تو قبل از ہجرت کی تیاریوں سے لے کر غار ثور میں چھپنے اور وہاں پر قیام کے دوران جملہ انتظامات کو جو حضرت ابوبکر الصدیق نے فرمائے تھے (جن کی تفصیلات کتب سیرت و تاریخ اور کتب احادیث میں

مکمل طور پر موجود ہیں۔ طوالت کے خوف سے ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے انہیں ذکر نہیں کر رہے) ان تمام تر تیاریوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد قرار دیا ہے۔ گویا صدیق اکبر کا ایک ایک عمل مشیت و رضاء الٰہی کے مطابق تھا۔

اس کے بعد اگر ہم "ثانی اثنین" کے الفاظ پر غور کریں تو نبی کریم کو دو آدمیوں میں سے دوسرا کہا گیا ہے۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر الصدیق دونوں "دو آدمیوں میں سے دوسرا" قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ دو کی جماعت کا ہر رکن دو کا دوسرا کہلائے گا۔ یہ دراصل اس وقت ہوتا ہے جب کہنے والے کی نظر میں ہر رکن معتبر ہو اور اہمیت رکھتا ہو۔ اس کی دلیل "اذ یقول لصاحبہ" کے الفاظ ہیں جن میں صدیق اکبر کو آپ کا رفیق، ساتھی اور صحابی قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح صدیق اکبر کا صحابی رسول ہونا نص قرآنی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ آگے چل کر "ان اللہ معنا" میں اللہ کی مدد اور نصرت میں دونوں کو شامل کیا گیا ہے۔ گویا اللہ کی مدد ہر دو مقدس ہستیوں کے شامل حال تھی۔ البتہ "فقد نصرہ اللہ" میں ضمیر صرف نبی کریم کی طرف اس لئے راجع ہے کہ جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں، اللہ کی یہ مدد صدیق اکبر کی مساعی جمیلہ کی صورت میں تھی، پھر "اخرجہ الذین کفروا" میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس لئے ہو رہا ہے کہ نبی کریم کے گھر کا محاصرہ کر کے مکہ مکرمہ کو فوری طور پر چھوڑنے پر کفار نے آپ کو مجبور کیا تھا۔ جیسا کہ "واذیمکر بک الذین کفروا لیثبتوک اویقتلوک اویخرجوک" [11] (ترجمہ)۔ اور جب کافر تدبیریں کر رہے تھے تیرے خلاف تاکہ آپ کو قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں، یا (وطن سے) نکال دیں۔ کی آیت کریمہ سے ظاہر ہو رہا ہے۔ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر ہجرت میں ساتھ رہنے کے لئے روک رکھا تھا۔ اس کے بعد "فانزل اللہ سکینتہ علیہ" میں جس شخصیت پر تسکین اتارنے کا ذکر ہو رہا ہے وہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے سے مطمئن تھے اور آپ کے اطمینان میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔

آیئے اب ذرا اس آیت کریمہ کی ضمائر پر ایک نظر ڈالیں۔ سب سے پہلے "نصرہ اللہ" میں ضمیر واحد غائب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کے بعد "اذ ھما فی الغار" میں ضمیر تثنیہ مذکر غائب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر دونوں مراد ہیں۔ "اذ

یقول لصحابہ۔ کی ضمیر سے صدیق اکبر مراد ہیں۔ "ان اللہ معنا" میں ضمیر جمع متکلم سے نبی کریم اور صدیق اکبر ہر دو مراد ہیں۔ "فانزل اللہ سکینتہ علیہ" کی ضمیر سے صدیق اکبر مراد ہیں اور "وایدہ بجنود لم تروھا" کی ضمیر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اس طرح کہیں ضمیر صرف آپ کی طرف راجع ہے تو کہیں صرف صدیق اکبر کی طرف اور بیچ بیچ میں تثنیہ اور جمع متکلم کے صیغوں سے ہر دو مقدس ترین ہستیاں مراد ہیں۔ یوں اللہ جل مجدہ نے انہیں اس طرح باہم شیر و شکر کر کے پیش کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیغامبرانہ شان میں جلوہ گر نظر آنے اور صدیق اکبر مقام صدیقیت پر فائز ہونے کی بناء پر اپنے اپنے امتیازات کے باوجود آپس میں مودت و محبت کے اعلیٰ ترین درجہ پر متمکن نظر آتے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی الفت و محبت اور اسلام کے لئے آپ کی خدمات جلیلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ کا ذکر ایسے انداز میں کیا ہے کہ ان آیات سے اگر ایک طرف آپ کے اعلیٰ مرتبت ہونے کا پتہ چلتا ہے اور آپ کے طرز اتباع و محبت خدا و رسول کو اپنانے کی ترغیب و تلقین ملتی ہے تو دوسری طرف ان آیات میں بالصراحت آپ کا ذکر نہ کر کے اور انہیں اپنے عموم پر رکھ کر ہر اس مسلمان کے لئے ان انعامات و اعزازات کا وعدہ کیا گیا ہے جو ان آیات میں مذکور شرائط ایمان و ایقان اور اعمال صالح کے طے کردہ معیار پر پورا اترتا ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واتبع سبیل من اناب الی (۱۲)

ترجمہ۔ اور اس شخص کی پیروی کرو جو میری طرف پلٹ آیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت میں جس شخص کا ذکر ہے' وہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور جنھیں یہ خطاب ہے وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۱۳)

حضرت ابوبکر صدیق پیدا ہی صالح فطرت لے کر ہوئے تھے اور آپ نے دور جاہلیت میں بھی شرک و بت پرستی جیسی برائیوں سے خود کو بچائے رکھا تھا۔ اس کا ذکر قرآن کریم میں یوں ہو رہا ہے:

والذین اجتنبوا الطاغوت ان یعبدوھا وانا بوا الی اللہ' لھم البشری فبشر عباد الذین

یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ھداھم اللہ و اولئک ھم اولوا الالباب۔ (۱۴)

ترجمہ: اور جو لوگ بتوں کو پوجنے سے بچتے رہے اور انہوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا ان کے لئے خوشخبری ہے۔ سو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنایئے جو بات کو سنتے اور پھر اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر وہ ہستی ہیں جنہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں اپنے خونی رشتے تک کی پروا نہیں کی۔ جنگ بدر کے موقع پر جب حضرت صدیق اکبر کا اپنا بیٹا عبدالرحمان بن ابی بکر کفار کے لشکر میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف صف آراء ہوئے تو صدیق اکبر خود اس کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "متعنا بنفسک" کہہ کر انہیں اپنے پاس روک لیا۔ صدیق اکبر کے اسی شان کو قرآن ان الفاظ میں بیان فرما رہا ہے:

لا تجدقوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ ولو کانوا آبائھم او ابنائھم اواخوانھم اوعشیرتھم' اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ' یدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھار' خلدین فیھا' رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ' اولئک حزب اللہ' الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ (۱۵)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں تم انہیں اللہ اور اللہ کے رسول کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے' خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان ہی کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان تحریر کر دیا ہے اور اپنے فیض (نور) سے ان کی مدد کی ہے۔ وہ ان کو بہشتوں میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ خدا ان سے خوش اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ یہی گروہ خدا کا لشکر ہے اور جان لو کہ خدا ہی کا لشکر کامیاب ہو کر رہے گا۔

ان آیات مذکورہ کے علاوہ مفسرین نے بعض دیگر آیات کے شان نزول میں حضرات صحابہ

کرام خصوصاً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے لکھا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

آیات استخلاف صدیق اکبرؓ۔

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے سلسلہ میں قرآن کریم میں بعض نہایت ہی واضح آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں۔ اگرچہ ان میں یہ حکم کہیں نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر الصدیق ہی کو خلیفہ بنایا جائے لیکن ان میں تکوینی طور پر ایسے صریح اشارے ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی کی مشیت کا تقاضا ہی یہی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زمام امامت و سیادت امت حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ میں آئے گا۔ کیونکہ ان آیات کریمہ میں رسول اکرم کے اپنے رفیق اعلی سے ملنے کے بعد جن واقعات کی پیشین گوئی کی گئی ہے، وہ ناقابل تردید تاریخی حقائق کے طور پر حضرت صدیق اکبر کے دور خلافت میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ ان آیات کریمہ کی تعداد آٹھ ہے جو صدیق اکبر کے خلافت کی دلیل کے طور پر پیش کئے جا سکتے ہیں۔ البتہ ہم ان میں سے چار آیات کریمہ کا بطور خاص ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ آیت استخلاف:

وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا۔ (۱۶)

ترجمہ: اللہ کا ان سے وعدہ ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے اعمال کیئے کہ ان کو ملک کو حکمران بنا دے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حاکم بنایا تھا اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔

اس آیت کریمہ میں ملک کی باگ ڈور جن لوگوں کو دینے اور حالت خوف کے بعد امن کا وعدہ اور دین کو مستحکم کرنے کا ذکر ہے واضح طور پر ان کی قیادت حضرت ابوبکر الصدیق نے کی تھی اور نبی کریم کے بعد آپ ہی کے ہاتھوں وہ استحکام پیدا ہوا تھا، جس پر آگے چل کر حضرت عمر

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے دور کی عظیم فتوحات کا شاندار محل تعمیر ہوا اور اسلام ایک عالم گیر مذہب کے طور پر دنیا پر چھا گیا۔ ان تاریخی حقائق سے کوئی بھی ذی ہوش اور عقل مند شخص انکار کی جرات نہیں کر سکتا۔

۲۔ آیت قتال المرتدین:

یا ایھا الذین آمنوا من یرتدمنکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکٰفرین۔ یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء ۔ واللہ واسع علیم۔ (۱۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا تو خدا ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں گے۔ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور خدا بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جزیرہ عرب میں پھیلنے والے اس واقعہ ارتداد کی طرف اشارہ ہے جسے حضرت صدیق اکبر نے جرات و فراست ایمانی سے کام لیتے ہوئے بڑی سختی سے کچل دیا اور ایسے اقدامات کیئے جن سے دین اسلام کو پھر سے استحکام نصیب ہوا۔ اس حوالے سے اس آیت کریمہ میں حضرت صدیق اکبر اور آپ کے ساتھیوں کی جو صفات بیان ہوئی ہیں نہایت ہی قابل غور اور چشم کشا ہیں۔

۳۔ آیت مخلفین اعراب:

قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونھم او یسلمون، فان تطیعوا یوتکم اللہ اجرا حسنا، وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما۔ (۱۸)

ترجمہ: پیچھے رہ جانے والے گنواروں سے کہہ دیجئے کہ تم ایک سخت جنگجو قوم (کے ساتھ لڑائی) کے لئے بلائے جاؤ گے۔ ان سے تم (یا تو) جنگ کرو گے یا وہ

اسلام لے آئیں گے۔ اگر تم حکم مانو گے تو خدا تم کو اچھا بدلہ دے گا اور اگر منہ پھیر لو گے جیسے قبل ازیں پھیرا تھا تو وہ تم کو تکلیف دہ عذاب دے گا۔

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قتال و جہاد سے کنارہ کشی کرنے والے اعراب کو مستقبل میں جنگجوؤں سے شدید قتال کی طرف بلائے جانے کی جو پیشین گوئی کی جا رہی ہے وہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں حرف بحرف پوری ہوئی۔ اب بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ کوئی اس پیشین گوئی کے پورے ہونے سے انکار کرے یا اسے کسی اور کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کرے۔

۴۔ آیت معیت:

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصٰلحین' وحسن اولئک رفیقا۔ (۱۹)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے بڑا فضل کیا جیسے انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ۔ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

اس آیت کریمہ میں اصحاب فضل و مرتبہ کی جو ترتیب بیان کی گئی ہے وہ اس بات پر شاہد عیاں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقام و مرتبہ کی ترتیب کے ساتھ ساتھ استحقاق خلافت و سیادت کی بھی ترتیب یہی ہونی تھی' ہوئی اور اس ترتیب سے انکار محال ہے۔

فضائل صدیق اکبرؓ
(احادیث کی روشنی میں)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو وہ ابوبکر ہی ہوتے۔ لیکن وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے۔ (۲۰)

عربی میں خلیل اس دوست کو کہتے ہیں جو کسی کے دل میں بسا ہوا ہو۔

وہ دوست سامنے موجود ہو تب بھی اس کی محبت دل میں موجزن رہتی ہے اور نہ ہو تب بھی دل اس کی یاد سے معمور رہتا ہے۔ چونکہ انبیاء کرام توحید کے اعلیٰ مراتب سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں لہٰذا ان کے دل میں اللہ ہی کی محبت ہر وقت موجزن رہتی ہے اور لمحات غیاب و حضور میں ان کے دل بس اسی ایک ہستی کی یاد سے معمور رہتے ہیں لہٰذا آپ نے اپنی اس خواہش کے باوجود کہ صدیق اکبر کو یہ درجہ اور مرتبہ عطا کریں ایسا نہیں کیا۔ نیز آپ نے لوگوں کے لئے اس کی وضاحت بھی کر دی کہ آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا' جیسا کہ اگلی حدیث سے اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم پر جس کے بھی احسانات تھے ہم نے وہ سب چکا دیئے ہیں سوائے ابوبکر کے کہ اس کے ہم پر احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن چکائیں گے۔ مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا جس قدر کہ ابوبکر کے مال نے فائدہ پہنچایا ہے۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو وہ ابوبکر ہوتے۔ لیکن تمہارا ساتھی (یعنی خود نبی کریم) اللہ کا خلیل ہے (۲۱)۔

اس حدیث میں آپ نے حضرت صدیق اکبر کے احسانات کا برملا اعتراف کیا ہے اور آپ کے مقام و مرتبہ کا تعین کر کے واضح کر دیا ہے کہ چونکہ نبی کریم اللہ کے خلیل ہیں اور آپ کے دل میں بھی اللہ ہی کی محبت ٹھاٹھیں مار رہا ہے لہٰذا اس محبت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی اور کی محبت کو وہ مقام و مرتبہ نہ دیا جائے ورنہ انسانوں میں سے مقام و مرتبہ کا اگر کوئی اہل تھا تو وہ حضرت صدیق اکبر ہی تھے۔

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے (ایک دن) اپنے گھر میں وضو کیا اور گھر سے نکل کھڑے ہوئے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے خود سے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہوں گا اور آج کا دن انہی کے ساتھ گذاروں گا۔ یہ سوچ کر وہ مسجد میں آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ آپ فلاں طرف جا رہے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی تلاش میں نکلا اور لوگوں سے

پوچھتے ہوئے بئرِاریس تک پہنچا جہاں آپ داخل ہوئے تھے۔ میں اس کنویں (باغ) کے دروازے پر بیٹھ گیا جو کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوائج ضروریہ سے فارغ ہو کر وضو کر لیا تو میں اٹھ کر آپ کی طرف چلا آیا' کیا دیکھتا ہوں کہ آپ اریس کے کنویں کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ نے اپنی پنڈلیاں کھول کر پاؤں کنویں میں لٹکا رکھے ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا اور واپس جا کر دروازے پر بیٹھ گیا اور خود سے کہا: آج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بن جاتا ہوں۔ کچھ دیر بعد ابوبکر آئے اور انہوں نے دروازے کو دھکا دیا۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ انہوں نے کہا: ابوبکر۔ میں نے کہا: ذرا رکیئے! پھر میں نے جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ ابوبکر آئے ہیں اور اندر آنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں آنے دو اور جنت کی خوش خبری سناؤ۔ میں نے واپس آکر ابوبکر سے کہا: اندر آ جائیے اور رسول اللہ نے آپ کو جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ابوبکر باغ میں داخل ہوئے اور کنویں کی منڈیر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اپنی پنڈلیاں کھول کر اپنے پاؤں کنویں میں لٹکا لیئے' میں واپس آکر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے گھر میں اپنے بھائی کو وضو کرتے چھوڑا تھا کہ وہ وضو کر کے مجھ سے آملیں گے۔ میں نے دل میں کہا: اگر اللہ تعالی فلاں شخص ۔ مراد اپنا بھائی تھا۔ کا بھلا چاہتے ہیں تو انہیں یہاں لے آئیں گے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دروازہ ہلا رہا ہے۔ میں نے پوچھا: کون ہے؟ اس نے کہا: عمر بن الخطاب۔ میں نے کہا: ذرا رکیئے۔ پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر سلام کیا اور عرض کیا: عمر بن الخطاب اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اسے اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے آکر عمر بن الخطاب سے کہا: اندر آ جاؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوش خبری دی ہے۔ عمر اندر آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں طرف کنویں کی منڈیر پر بیٹھ کر اپنے پاؤں لٹکا دیئے۔ میں پھر واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا' اور دل میں کہا: اگر اللہ تعالی فلاں آدمی کا بھلا چاہتے ہیں تو اسے ضرور یہاں لے آئیں گے۔ تب ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ ہلانا شروع کیا۔ میں نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: عثمان بن عفان۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریئے۔ پھر میں نے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کے بارے میں بتایا۔ آپ نے فرمایا: انہیں اندر آنے دو اور جنت کی خوشخبری دو' انہیں اس سے پہلے ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں نے آکر ان سے کہا: اندر آ جائیے۔ اور نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی خوش خبری دی ہے۔ اس سے پہلے آپ کو ایک بڑی مصیبت کا سامنا کرنا ہوگا' وہ اندر آئے اور دیکھا کہ منڈیر کے اس طرف کوئی جگہ نہیں ہے تو وہ دوسری طرف کے منڈیر پر آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ حدیث کے راوی سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ میں نے اس سے ان مقدس ہستیوں کے قبروں کی ترتیب کی تعبیر نکالی ہے۔ (۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فرمایا: آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا ہے؟ ابوبکر نے کہا۔ میں نے۔ آپ نے پوچھا: تم میں سے آج کس نے کسی جنازہ میں شرکت کی ہے؟ ابوبکر نے کہا: میں نے۔ آپ نے کہا: تم میں سے آج کس نے کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ ابوبکر بولے: میں نے۔ آپ نے پوچھا: تم میں سے کس نے آج کسی بیمار کی عیادت کی ہے؟ ابوبکر بولے: میں نے۔ اس پر آپ نے فرمایا: یہ اعمال جس آدمی میں جمع ہو جائیں وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ (۲۳)

اور صرف جنت میں داخل ہی نہیں ہونگے بلکہ آپ کا مقام و مرتبہ دیگر اہل جنت کے مقابلے میں اس طرح بلند و برتر ہوگا جس طرح ہم زمین سے آسمان کی وسیع پہنائیوں میں روشن ستاروں کا نظارہ کرتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کے بلند مراتب والوں کو نچلے درجوں کے لوگ اس طرح دیکھا کریں گے جس طرح تم آسمان پر چمکتے ستارے کو دیکھتے ہو اور ابوبکر و عمر انہی بلند مراتب والے لوگوں میں سے ہیں۔ (۲۴)

کیونکہ حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماسوائے انبیاء و مرسلین کے جملہ اہل جنت کا سردار ہونے کی خوش خبری سنائی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں۔ میں نبی کریم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں ابوبکر و عمر نظر آئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: یہ دونوں جنت کے تمام معمر لوگوں کے سردار ہیں' ماسوائے انبیاء و مرسلین کے۔ اے علی یہ بات انہیں نہ بتانا۔ (۲۵)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر

سے نکل کر مسجد میں داخل ہوئے جبکہ ابوبکر و عمر آپ کے دائیں اور بائیں طرف تھے اور آپ نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (۲۶)

حضرت صدیق اکبر قیامت کے دن آپ کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔
اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس وقت بھی تو حضرت صدیق اکبر حضرت عمر کی معیت میں اپنے محبوب کے ساتھ ایک ہی روضہ مبارکہ میں محو استراحت ہیں' اور یہ رفاقت آخرت میں بھی برقرار رہے گی۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: تم حوض پر میرے ساتھی ہو گے (جس طرح) تم غار میں میرے ساتھی تھے۔ (۲۷)

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو وزیر آسمان میں اور دو وزیر زمین پر ہوتے ہیں۔ میرے آسمان کے وزیر تو جبریل اور میکائیل ہیں جبکہ زمین پر میرے دونوں وزراء ابوبکر و عمر ہیں۔ (۲۸)

تاریخ گواہ ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے وزارت کا حق ادا کر دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مشن کے لیئے کبھی بھی نہ تو کسی قربانی سے دریغ کیا اور نہ ہی کسی قسم کی سستی یا کوتاہی کا ارتکاب کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: تم آگ سے اللہ کے آزاد کردہ انسان ہو۔ اور اسی دن سے آپ کا نام عتیق پڑ گیا۔ (۲۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ ہر شخص سے اس طرح گفتگو فرماتے تھے گویا پوری مجلس میں وہی ان کے مخاطب اولین اور اہمیت کے حامل ہیں۔ تاہم مہاجرین و انصار اور سابقون الاولون کے مقام و مرتبہ کو آپ نے ہمیشہ اجاگر کیا اور جب بھی کسی نے اس ضمن میں آپ سے کوئی استفسار کیا آپ نے بلاکم و کاست اس کا اظہار فرمایا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذات السلاسل کے لشکر کی قیادت سونپ کر روانہ کیا تو وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ ۔ میں نے کہا مردوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: عائشہ کے والد ۔ میں نے کہا ان کے بعد؟ آپ نے فرمایا: عمر بن الخطاب۔ ان کے بعد انہوں نے مزید نام گنوائے۔ (۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اکبر سے اس قدر پیار تھا کہ ان کی ذرا سی ناگواری بھی آپ کو گوارا نہیں تھی۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ابوبکر اپنی تہبند کا کنارا ہاتھ سے پکڑے ہوئے اس حالت میں وہاں آئے کہ ان کا گھٹنا کھلا ہوا تھا (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ساتھی تو کچھ غصہ چھپائے ہوئے ہے۔ ابوبکر نے آکر سلام کیا اور کہا: میرا عمر بن الخطاب سے کسی بات پر اختلاف ہوا اور میں ذرا جلد بازی سے کام لے بیٹھا۔ لیکن جلد ہی مجھے اپنے کئے پر ندامت بھی ہوئی اور میں ان سے معافی کا خواستگار ہوا مگر انہوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر میں آپ کے پاس چلا آیا ہوں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: ابوبکر اللہ تمہیں معاف کر دے گا۔ پھر عمر کو بھی ندامت کا احساس ہوا اور وہ ابوبکر کے گھر گئے اور پوچھا: کیا ابوبکر یہاں پر ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انہیں دیکھ کر متغیر ہوا یہاں تک کہ ابوبکر خوفزدہ ہو گئے اور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا: یا رسول اللہ خدا کی قسم میری زیادتی بڑی تھی (انہوں نے دو مرتبہ ایسا کہا)۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی نے جب مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنے جان و مال سے میری غمگساری کی ۔ تو کیا تم میرے ساتھی کو میری خاطر بھی نہیں چھوڑ سکتے؟ (آپ نے دو مرتبہ ایسا فرمایا)۔ اس کے بعد ابوبکر کو کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی۔ (۳۱)

حضرت صدیق اکبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں یہ مقام

و مرتبہ اس لیئے بھی ملا تھا کہ آپ رمزشناس نبوت و نبی اکرم تھے اور مقاصد نبوت و رسالت کو دیگر صحابہ کرام کے مقابلے میں کہیں بڑھکر سمجھتے اور جانتے تھے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا: اللہ تعالی نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور اپنے پاس موجود (مقام و مرتبہ اور انعام و اکرام) میں سے کسی ایک کا اختیار دیا تو اس بندے نے اللہ کے پاس موجود (مقام و مرتبہ) کو ترجیح دی ہے۔ یہ سن کر ابوبکر زار و قطار رونے لگے۔ ابو بکر کو روتا دیکھ کر تعجب ہوا کہ نبی کریم نے ایک بندے کے اختیار کی بات کی ہے (اس میں رونے کی کون سی بات ہے؟) حقیقت یہ ہے کہ جنہیں یہ اختیار دیا گیا تھا وہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور ابوبکر ہم سب سے زیادہ رمزشناس نبوی تھے۔ نبی کریم نے مزید فرمایا: مجھ پر رفاقت اور مالی معاونت کے سلسلہ میں سب سے زیادہ احسانات ابوبکر کے ہیں۔ اگر میں اپنے رب کے سوا کسی اور کو اپنا خلیل بناتا تو وہ ابوبکر ہی ہوتے۔ لیکن اسلامی بھائی چارہ اور اس کی بے لوث محبت ہمارے لئے کافی ہے۔ دیکھو مسجد میں کھلنے والا کوئی دروازہ ایسا نہ رہنے دو جسے بند نہ کر دیا گیا ہو سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔ (۳۴)

احادیث استخلاف صدیق اکبر:

ذیل میں ہم ان احادیث و فرمودات نبوی کا ذکر کریں گے جن سے حضرت صدیق اکبر کے خلافت کی طرف نہایت ہی واضح اور صریح اشارے ملتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا: "میں جب سو رہا تھا تو میں نے خود کو ایک کنویں پر کھڑے دیکھا جس پر ڈول بھی موجود تھا۔ میں نے اس کنویں سے ڈول بھر بھر کر پانی کھینچا جتنا اللہ کو منظور تھا۔ اس کے بعد مجھ سے ڈول ابن ابی قحافہ نے لے لیا اور اس میں سے ایک یا دو ڈول نکالے ۔ ڈول کھینچنے میں ان سے کچھ کمزوری کا اظہار ہو رہا تھا۔ اللہ تعالی اس کمزوری کے لئے انہیں معاف فرمائے۔ اس کے بعد وہ ڈول بہت بڑے ڈول میں تبدیل ہو گیا اور ابن الخطاب نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

میں نے لوگوں میں سے کسی ایسے جوانمرد کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح (بھرپور طاقت و قوت سے) ڈول کھینچتا ہو۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو سیراب کرنے کے بعد وہیں پر اردگرد انہیں بٹھا دیا۔ (۳۳)

اس حدیث میں نبی کریم کے الفاظ "اللہ تعالی اس کمزوری کے لئے انہیں معاف فرمائے" قابل غور ہیں۔ کیونکہ محض خواب میں کسی قسم کی کمزوری کا اظہار نہ تو جرم ہے اور نہ وہ عمل قابل مواخذہ ہوتا ہے۔ پھر آخر کیا وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کی اس کمزوری سے درگذر کرنے کے لئے اللہ تعالی سے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے انبیاء کے خواب بھی وحی کی طرح ہوتے ہیں اور اس حدیث سے واضح طور پر حضرت ابوبکر الصدیق کے دور خلافت کی طرف اشارہ ہے اور اس پر آشوب دور میں صدیق اکبر نے اپنے سوا دو سالہ عہد خلافت میں جو اقدامات کیئے ان میں اگر کوئی کمزوری یا کوتاہی ہوئی ہو تو اس کی پیشگی مغفرت کی دعا نبی کریم نے اس حدیث میں فرمائی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن احد پر چڑھے۔ آپ کے ساتھ ابوبکر' عمر اور عثمان بھی تھے۔ اچانک پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا: پر سکون ہو جاؤ کہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ (۳۴)

اس حدیث شریف کو ذرا قرآن مجید کی آیت معیت (النساء : ۶۹) کے ساتھ ملا کر اس پر غور کریں تو یہاں بھی بعینہ وہی ترتیب نظر آتی ہے جو اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے ملحوظ رکھا ہے۔ اسے محض اتفاق ہرگز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے دوران مجھ سے فرمایا: اپنے والد ابوبکر اور اپنے بھائی کو بلا بھیجو تاکہ میں تحریر لکھ کر دے دوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ (اقتدار کا) کوئی خواہش مند آرزو نہ کرنے لگے اور کہے کہ میں اس کا زیادہ حقدار ہوں جبکہ اللہ اور مومنین ابوبکر کے سوا کسی کو پسند نہ کرتے ہوں۔ (۳۵)

یہ حدیث مبارک اور آنے والی تینوں حدیثیں صراحت کے ساتھ

حضرت ابوبکر الصدیق کے استحقاق خلافت کو ظاہر کر رہی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم میں ابوبکر موجود ہو ان کی امامت ابوبکر کے سوا کسی کے لئے بھی درست نہیں ہے۔ (۳۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوبکر اگر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کی وجہ سے ان کی آواز لوگوں کو سنائی نہیں دے گی اس لئے آپ عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دیں۔ آپ فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے ۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت حفصہ کو کہا کہ وہ نبی کریم سے یہی بات کہیں کہ اگر ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو رونے کی وجہ سے ان کی آواز لوگوں کو سنائی نہیں دے گی اس لئے عمر کو حکم دیجئے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت حفصہ نے جب یہ بات آپ سے کہی تو آپ نے فرمایا: تم تو حضرت یوسف کے واقعہ والی کٹ حجت عورتوں کی طرح ہو۔ ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا: تجھ سے میرے لئے کسی بھلائی کی امید فضول ہے۔ (۳۷)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت کسی کام سے آئی ۔ آپ نے اسے کچھ عرصہ بعد آنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا: اگر میں اس وقت آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ گویا وہ یہ کہنا چاہتی تھی کہ اگر آپ وفات پا چکے ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو (اس کام کے لئے) ابوبکر کے پاس آنا۔ (۳۸)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ کہتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ میں مزید کتنا عرصہ تمہارے درمیان موجود رہوں گا اس لئے تم لوگ میرے بعد آنے والوں کی پیروی کرو اور آپ نے ابوبکر و عمر کی طرف اشارہ کیا۔ (۳۹)

حوالہ جات

۱۔ القرآن: ۳۳/۳۹

۲۔ الرازی، فخرالدین: التفسیر الکبیر، تفسیر آیت ۳۳/۳۹

۳۔ ابن سعد، الطبقات لکبری، باب ترجمہ ابی بکر الصدیق

۴۔ القرآن: ۷۔۵/۹۲

۵۔ القرآن: ۲۱۔۱۷/۹۲

۶۔ القرآن: ۱۰/۵۷

۷۔ الرازی، فخرالدین: التفسیر الکبیر، تفسیر آیت ۱۰/۵۷

۸۔ القرآن: ۲۲/۲۴

۹۔ القرآن: ۱۰، ۹/۹۳

۱۰۔ القرآن: ۴۰/۹

۱۱۔ القرآن: ۳۰/۸

۱۲۔ القرآن: ۱۵/۳۱

۱۳۔ ابن الجوزی، زادالمسیر فی علم التفسیر، تفسیر آیت ۱۵/۳۱

۱۴۔ القرآن: ۱۸۔۱۷/۳۹

۱۵۔ القرآن: ۲۲/۵۸

۱۶۔ القرآن: ۵۵/۲۴

۱۷۔ القرآن: ۵۴/۵

۱۸۔ القرآن: ۱۶/۴۸

۱۹۔ القرآن: ۶۹/۴

۲۰۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا۔

۲۱۔ الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق۔

۲۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ۔

۲۳۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر۔

۲۴۔ الترمذی، السنن، ابواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق۔

۲۵۔ حوالہ سابق

۲۶۔ حوالہ سابق

۲۷۔ حوالہ سابق

۲۸۔ حوالہ سابق

۲۹۔ حوالہ سابق

۳۰۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ / مسلم، صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔

۳۱۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی لو کنت متخذ اً خلیلا۔

۳۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی سدوا الابواب الا باب ابی بکر۔

۳۳۔ حوالہ سابق

۳۴۔ حوالہ سابق

۳۵۔ مسلم، صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل ابی بکر الصدیق۔

۳۶۔ الترمذی، السنن، ابواب المناقب، باب من مناقب ابی بکر الصدیق۔

۳۷۔ حوالہ سابق۔

۳۸۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی، لو کنت متخذ اً خلیلا۔

۳۹۔ الترمذی، السنن، ابو المناقب، باب من مناقب ابی بکر الصدیق۔

★★★